# قدیم علماء سندھ
# اور عربی زبان و ادب کی خدمت

سید ابوظفر ندوی

سندی علماء میں سب سے پہلا نام مولانا اسلامی کا لیا جاتا ہے، یہ دیبل کے رہنے والے تھے، محمد بن قاسم کے عہد میں مسلمان ہوئے اور سفارت کے عہدہ پر ممتاز ہو کر راجہ داہر کے پاس بھیجے گئے تھے اگرچہ راجہ کو صلح پر کسی صورت راضی نہ کر سکے، مگر اس کے دربار میں جس جرأت اور ہمت سے گفتگو کی اس سے ان کی دانشمندی اور قوت ایمانیہ کا اندازہ کیا جا سکتا ہے۔ (۱)

موسیٰ بن یعقوب ثقفی ان لوگوں میں سے ہیں کہ باوجود عرب ہونے کے بھی ان کو سندھی کہا جا سکتا ہے، کیونکہ انہوں نے اپنی پوری بستی سندھ ہی میں بسر کی، بہت بڑے عالم اور فقیہ تھے (۲) ارور کے قاضی اور سندھ کے قاضی القضاۃ تھے ان کا خاندان شمس الدین التمش کے زمانے تک موجود تھا چنانچہ ۶۱۳ھ میں کمال الدین اسماعیل بن علی بن محمد ثقفی ایک بڑے عالم اپنے وقت کے اسی خاندان سے الور میں بعہدہ قضا موجود تھے چچ نامہ انہی کے بزرگوں کی لکھی ہوئی عربی زبان میں تھی، جس کو ابن علی کوفی نے فارسی میں ترجمہ کیا۔ (۳)

محمد بن ابی الشوارب قاضی منصورہ بھی انہی لوگوں میں سے ہیں جو عراق سے ۲۸۳ھ، میں سندھ آ کر آباد ہوئے (۴) بہت بڑے عالم تھے عراق میں عموماً اور خاص کر بغداد میں لوگ ان کی بڑی قدر کرتے تھے خلیفہ بغداد اور عباسی شہزادے ان کی صحبت سے فائدہ اٹھاتے اور بوقت ضرورت ان کی حاجت براری بھی کرتے، غالباً ان کے برادران کے بیٹے علی بن محمد ابن ابی الشوارب منصورہ کے قاضی ہوئے ان کا خاندان بھی چوتھی صدی کے ابتدائی سالوں تک رہا، جیسا کہ مسعودی نے لکھا ہے۔ (۵)

ایک اور عراقی صاحب علم تھے جن کی تعلیم و تربیت اور پرورش بچپن سے منصورہ (سندھ) میں ہوئی تھی، اس لئے عربی کے ساتھ سندھی زبان پر بخوبی عبور تھا، ۲۷۰ھ میں ارور کے راجہ نے امیر منور

سے اسلام کی حقیقت سمجھنے کیلئے جب ایک شخص کی استدعا کی تو امیر نے آپ ہی کا انتخاب کیا، آپ نے سندھی میں عقائد اسلام کو نظم کر کے راجہ کے پاس بھیج دیا جس کو اس نے بہت پسند کیا پھر حسب طلب یہ خود ان کے دربار میں پہنچے تو اس کو باقاعدہ قرآن کا ترجمہ سندھی زبان میں پڑھایا اور اس کی فرمائش پر قرآن کا ترجمہ سندھی زبان میں تحریر کیا، اور یہ مسلمانوں کی پہلی تصنیف سندھی زبان میں ہے اور ہندوستان میں قرآن کا پہلا ترجمہ بھی یہی تھا(۶)

ملتان میں بھی ایک شاعر رہتے تھے، ان کا نام ہارون بن عبداللہ ملتانی ہے یہ بنوازد کے موالی میں سے تھے، ان کے اشعار تاریخی کتابوں میں مذکور ہیں، معلوم ہوتا ہے کہ ان کا خاندان ملتان ہی میں آباد ہو گیا تھا کیونکہ ان کے نام کے ساتھ ہی ملتانی مشہور ہے، جیسا کہ ابو ولف نے اپنے سفر نامہ میں تحریر کیا ہے۔(۷)

چوتھی صدی کے آخر میں (۳۷۵ھ) ایک اور خاندان اہل علم کا منصورہ میں موجود تھا، یہ ابو محمد منصوری کا تھا، خود بڑے عالم اور اپنے مذہب ظاہری (داؤد ظاہری) کے امام تھے اور متعدد کتابوں کے مصنف بھی تھے، ان کا پایہ علم میں بہت بلند تھا، اس لئے منصورہ کے قضاہ کا عہدہ ان کے سپرد کر دیا گیا تھا۔ (۸) ان کے نام کے ساتھ منصوری کے لفظ ۔خیال ہوتا ہے کہ غالباً ان کا وطن منصورہ ہی تھا، اس لئے ان کو منصوری کہا گیا۔

ایک اور خاندان اہل علم کا الور (ارور) میں آباد تھا، جن کے نفوس قدسیہ سے آج تک لوگ فیض یاب ہو رہے ہیں، یہ شیخ بہاؤالدین زکریا ملتانی کا قبیلہ ہے، جو دوسری صدی ہجری میں سندھ میں آ کر آباد ہو گیا تھا، آپ کا قبیلہ ہباری (قریشی) ہے غالباً کچھ عرصہ کے بعد سکھر کے علاقہ محمد تور نامی قصبہ میں جا بسا اور پھر پانچویں صدی کی ابتداء میں وہاں سے منتقل ہو کر ملتان چلا آیا، جہاں آج تک ان کے خاندان موجود ہے(۹)

اس جگہ مہندس (انجینئر) بھی تھے جو مکانوں اور قلعوں کے علاوہ پل بنانے اور نہریں کھودنے اور سڑکیں درست کرنے کا کام انجام دیتے تھے(۱۰)

اب ان بزرگوں کے حالات تحریر کئے جاتے ہیں جو سندھ سے باہر جا کر شہرہ آفاق ہوئے، ان میں سب سے پہلا نام ابو سندھی کا ہے ان کا نام نجیح بن عبدالرحمٰن ہے، دوسری صدی ہجری میں

سندھ سے جنگی قیدیوں کے ساتھ حجاز لائے گئے، متعدد خاندانوں میں بطور غلام رہے لیکن ہر جگہ علمی چشمہ سے برابر سیراب ہوتے رہے اور آخر علم حدیث، مغازی اور فقہ میں باکمال بن کر دنیا کے سامنے ظاہر ہوئے

ان کے اساتذہ میں محمد بن کعب، قرظی، ہشا بن عروہ اور نافع وغیرہ مشہور اشخاص ہیں اور تلامذہ میں سے محمد بن ابی مشعر، ابونعیم، وکیع، محمد بن عمرو اقدی، امام سفیان ثوری جیسے بلند پایہ اشخاص کا شمار ہوتا ہے ان کی روایت جامع ترمذی میں بھی موجود ہے آخر عمر میں ان کا حافظہ کمزور ہو گیا تھا، سندھی ہونے کے باعث بعض عربی الفاظ کا تلفظ صحیح نہیں کر سکتے تھے، چنانچہ ''کعب'' کو ''قعب'' کہا کرتے تھے

ان کا رنگ گندمی اور جسم فربہ تھا مدینہ میں ہمیشہ قیام رہتا، خلیفہ مہدی عباسی جوان کا بڑا اقدرداں تھا ۱۶۱ھ میں بغداد لے آیا اور درس حدیث کا کام ان کے سپرد کر دیا، رمضان ۱۷۰ھ میں وفات پائی اور بغداد کے مقبرہ کبیر میں مدفون ہوئے۔ (۱۱)

ان کے بعد ان کے لڑکے ابوعبدالملک بن ابی مشعر بھی علم حدیث میں بڑے پائے کے عالم ہوئے بغداد ہی میں ان کا بھی قیام رہا اور والد کی کتاب المغازی کے راوی ہیں، ابوالعلی موصلی نے ان سے روایت کی ہے، ۹۹ برس کی عمر پا کر ۲۴۴ میں وفات پائی۔

امام اوزاعی اور امام ابوحنیفہ نعمان بن ثابت دونوں کی ولادت شام اور عراق میں ہوئی لیکن دونوں کے والد سندھی تھے۔

حافظ ابومحمد خلف بن سالم حدیث کے مشہور حافظ تھے غلاموں کے سلسلہ میں آل ملہب سندھ سے عراق (کوفہ) لائے یہاں حدیث کی تعلیم پا کر نام آور ہوئے، پھر بغداد چلے گئے اور محلہ مخزم میں مستقل اقامت اختیار کر لی ان کے اساتذہ میں یحیٰی بن سعید قطان اور ابونعیم مشہور لوگ ہیں اور ان کے تلامذہ میں حاطم، ابوالقاسم بغوی، احمد بن علی آبار اور عثمان دارمی جیسے صاحب کمال اصحاب کا شمار ہے، امام نسائی نے ان کی روایت اپنی کتاب میں درج کی ہے ۲۲ رمضان ۲۳۱ھ میں ۶۹ سال کی عمر پا کر بغداد میں وفات پائی (۱۲)

ابونصر سندھی کا نام فتح بن عبداللہ ہے آل حکم کے غلاموں میں سے تھے، آزادی کے بعد حدیث، فقہ، اور علم کلام کی تعلیم حاصل کی حدیث کے اساتذہ میں حسن بن سفیان مشہور شخص ہے ان کا لقب

نقیہ اور متکلم تھا، شاگردوں کا مجمع ہر وقت رہتا تھا چنانچہ ایک دفعہ راستہ میں ایک بدمست عرب پڑا تھا، ان کو دیکھ کر اس نے کہا اے غلام میں تو زمین پر پڑا ہوں، اور تو اس شان کے ساتھ جا رہا ہے، آپ نے فرمایا اس کا سبب یہ ہے کہ میں نے تمہارے بزرگوں کا وطیرہ اختیار کیا اور تم میرے باپ داداؤں کے طریقے پر چل رہے ہو (۱۳)

ابو العطاء کا نام افلح بن یسار تھا، باپ بیٹے دونوں سندھ سے بنو اسد کے ذریعہ غلاموں کے زمرہ میں کوفہ پہنچے، ابو العطاء کو ادب اور شعر و شاعری کا بڑا شوق تھا چنانچہ اس نے اس میں کمال پیدا کیا، اس کا جدید آقا عنترہ بن سماک نے اس کو آزاد کر دیا، لیکن جب اس کی بڑی شہرت اور امراء اور درباروں میں اسے بڑے بڑے صلے ملنے لگے، تو آقا نے اس کی آزادی کی قیمت چار ہزار وصول کی افلح سندھی نے بھی باقاعدہ آزادی کے بعد اس کی بڑی ہجو کی

سندھی ہونے کے سبب یہ بھی عربی حروف کا تلفظ صحیح نہیں کر پاتے تھے، چنانچہ وہ حرف ''ز'' جیم کی جگہ استعمال کرتے تھے، مثلاً ''ہجوت'' کو ''ہزوت'' کہتا، اسی سبب سے سلیمان بن سلیم ایک امیر سے ایک غلام حاصل کیا جس کا نام اس نے عطار رکھا اور اس کو متبنی بنا کر خود اپنی کنیت ابو العطار رکھی چنانچہ وہ اسی سے تاریخوں میں مشہور ہوا۔

شعر خود کہتا مگر لوگوں کو عطا پڑھ کر سناتا، ایسے لوگوں کو اس زمانہ میں راوی کہتے تھے، یہ عطا راوی عرصہ تک زندہ رہا بنی امیہ اور عباسیہ کی جنگ میں مارا گیا، یہ اموی شعراء میں سے ہے، نصر بن یسار اس کا بڑا مربی تھا عباسیوں کے عہد میں منصور کے دربار میں گیا تھا، مگر دشمنوں کا مداح سمجھ کر نکال دیا گیا، اسی منصور کے عہد میں اس نے وفات پائی (۱۴)

اس کے علاوہ اور بہت سے صاحب علم سندھی ہوئے ہیں جن کی تصنیفات مشہور تھیں، مثلاً اسحاق متوفی ۲۳۵ھ جو عہد عباسیہ کا مشہور مغنی تھا، اس کا ایک وراق سندھی ابن علی تھا، جس نے ایک کتاب مغنیوں کے حالات میں لکھی تھی، اس زمانہ میں اس کا نام کتاب الشرکۃ تھا۔ یہ کتاب دس جز پر مشتمل تھی۔

اسحاق کے مرنے پر سندھی نے بغداد کے محلّہ ''طاق الزبل'' پر وراقی ایک دکان کر لی تھی، اور اسی پیشہ سے گذر اوقات کرتا تھا۔

اسی طرح شعراء میں سے ایک بوضلع سندھی ہیں، جو سندھی غلاموں میں تھے، لیکن شعروشاعری کا بڑا ذوق تھا ان کی ایک تصنیف تیس ورق کی ابن ندیم کے وقت تک موجود تھی (۱۵) انہوں نے ہندوستان کی مدح میں بھی ایک قصیدہ لکھا ہے۔

منصور ہندی ایک اور غلام تھے جس کو علمی ذوق تھا، ان کے مالک کا نام حفصویہ تھا انہوں نے بھی شعرو ادب پر ایک کتاب تصنیف کی تھی، جس کا ذکر ابن ندیم نے کیا ہے۔ ابن حاجب النعمان نے اپنی کتاب میں ایک اور فاضل کا ذکر کیا ہے جو کاتب بھی تھے، اور ادب وشوق کا بھی ذوق رکھتے تھے، انکا نام سندھی بن صدقہ ہے، ان کی ایک تصنیف پچاس ورق کی تھی جس کا ذکر بھی اس کتاب میں مذکور ہے۔

تیسری صدی کے بعد ایک صاحب علم وفضل کشاجم سندھی بن شاہک تھے جن کی ایک کتاب ایک سو ورق کی نظم میں تھی، اور ایک دوسری تصنیف ادب میں بھی تھی (۱۶)

ابونصر فتح بن عبداللہ سندھی بھی مشہور مصنف گزرے ہیں جن کے باپ خالص سندھی تھے، علوم و فنون کی ترقی میں سندھی عربوں نے کس قدر حصہ لیا، اس کے متعلق کوئی تفصیلی بیان ابھی تک راقم الحروف کی نظر سے نہیں گزرا، البتہ تاریخوں اور سفرناموں میں جستہ جستہ جو واقعات مذکور ہیں، ان سے ہم نتیجہ نکال سکتے ہیں۔

ابھی ایک عراقی کا ذکر ہو چکا ہے جس نے بچپن سے سندھ میں پرورش پائی اور سندھی زبان پر اس کو کافی عبور حاصل تھا، اس نے راجہ الور (ارور) کی فرمائش سے قرآن کی ایک تفسیر سندھی میں لکھی تھی، یہ ہندوستانی (سندھی) زبان میں پہلی تفسیر اور دوسری تصنیف تھی۔

اسی مصنف نے ایک اور کتاب نظم میں والی منصورہ عمر بن عبداللہ کے حکم سے لکھی تھی جس میں عقائد اسلام کو سندھی زبان میں اس خوبی سے نظم کیا گیا تھا کہ پڑھنے والے پر ایک خاص قسم کا اثر ہوتا تھا، چنانچہ جب یہ نظم راجہ ارور نے پڑھی تو بہت پسند کی اور خود شاعر کو اپنے دربار میں طلب کر کے عرصہ تک اس سے مستفید ہوتا رہا (۱۷) یہ شخص سندھی زبان کا پہلا شاعر اور اس کی نظم سندھی زبان کی پہلی تصنیف تھی

**حدیث**: حدیث کا چرچہ بھی اس ملک منصورہ میں زیادہ رہا، چنانچہ اکثر یہاں قاضی اہل حدیث ہوتے، قاضی ابومحمد منصوری حدیث کے بارے میں بڑے عالم اسی جگہ قاضی تھے اور اپنے وقت کے امام سمجھے جاتے تھے، یہ بہت سی کتابوں کے مصنف تھے (۱۸) چونکہ حدیث کا ذوق زیادہ تھا، اس لئے کہا جا سکتا ہے کہ ان کی کتابیں زیادہ تر حدیث ہی میں ہوں گی۔

داؤد ظاہری کے مذہب کے ساتھ تمام سندھ میں فقہ حنفی پر عمل ہوتا تھا، کوئی گاؤں اور قصبہ ایسا نہیں تھا جہاں حنفی فقہ کا مقلد نہ ہو، سندھ میں کوئی شافعی، مالکی، حنبلی نہ تھا، معتزلہ اور اشاعرہ کے مناظروں کا بھی یہاں وجود نہ تھا، جس کے سبب سے یہاں کے مسلمان ہر طرح کے سکون اور اطمینان سے زندگی بسر کرتے تھے۔(۱۹)

شاعری کے متعلق کوئی خاص تفصیل تو تاریخوں میں مذکور نہیں ہے، لیکن جو واقعات بعض بعض مقاموں پر مذکور ہیں، ان سے پتہ چلتا ہے کہ عربوں نے دونوں زبانوں میں شعر کہے اوپر ذکر کیا جاچکا ہے کہ ایک منصور کے رہنے والے عرب نے سندھی زبان میں عقائد اسلام کو نظم کیا تھا۔ اسی طرح ہارون ملتانی بھی اپنی شجاعت اور بہادری کے کاموں کو نظم کیا کرتا تھا ابو العطاء سندھی اور ابو ضلع سندھی دو ایسے مشہور شاعروں کا ذکر اوپر ہو چکا ہے جس پر سندھ بجا طور پر فخر کر سکتا ہے۔

اس نے ہندوستان کی مدح میں جو قصیدہ لکھا ہے اسکے کچھ اشعار بطور نمونہ کے مندرجہ ذیل ہیں

**لقد نکر اصحابی وما ذالک بالامثل اذا ما مدح الهند وسهم الهند فی المقتل**

ترجمہ: میرے دوستوں نے انکار کیا اور یہ بہتر نہیں ہے جب کہ ہندوستان اور اس کے تیر کی میدان جنگ میں تعریف کی جارہی ہو

**لعمری انها ارض اذا القطر بها ینزل یصیر الدر والیاقوت الدلمن العطل**

میری جان کی قسم! یہ وہ سرزمین ہے جب اس پر پانی برستا ہے تو دودھ موتی اور یاقوت اس سے اگتے ہیں جو ان چیزوں سے خالی اور (محروم) ہیں

**فمها المسک وکافور والعنبر والمندل واضا فهن الطیب یستعمل من بثقیل**

اس کی خاص چیزوں میں مشک، کافور، عنبر عود اور قسم قسم کی خوشبوان کیلئے ہیں جو گندے رہتے ہیں

**وانواع الافادیه جوزالطیب والسنبل ومنها الحاج والساج ومنها العود والصندول**

اور ہر قسم کی عطریات، جائفل، سنبل، ہاتھی کے دانت، ساگوان، عود اور سندل ہیں۔

**وان التوتیا فیها کمثل الجبل الاطول ومنها الببرو النمرو ومنها الفیل لو لفضل**

اس میں توتیا، بڑے پہاڑ کے برابر ہیں اور شیر ببر اور چیتے ہاتھی اور اس کے بچے ہوتے ہیں۔

**ومنها الکوک والبیغاء والطاؤس والجوزل ومنها الشجر الرائج والساسم والفلفل**

یہاں کلنگ، طوطے مور اور کبوتر ہیں، ناریل آبنوس اور سیاہ مرچ کے درخت ہیں

**سیوف ما لها مثل قد استغنت عن الثيقل    وارماح اذا هتزت اهتزبه الجحمفل**

یہاں کی تلوار ایسی ہے کہ اس کو کبھی صیقل کی حاجت نہیں ہوتی اور نیزے اس طرح کے کہ جب وہ ہلیں تو فوج اس کے ساتھ ہل جائے

**فهل ينكر هذا الفضل الاالرجال الاخطل (۲۰)**

ترجمہ: تو کیا بیوقوف کے سوا کوئی ان خوبیوں کا انکار کرسکتا ہے؟

گاہ گاہ عرب کے شعراء بھی سندھ آتے تھے چنانچہ ابوتمام کا ہم عصر مشہور شاعر ابوعبادہ ولید بن عبید البجتری متوفی ۸۴ھ میں سندھ آیا تھا (۲۱) اور اس نے کچھ عرصہ تک ملتان میں قیام کیا، اس بڑے شاعر سے سندھی عربوں نے کافی فائدہ اٹھایا ہوگا اور اس کی واپسی کے وقت تلامذہ اسے الوداع کہنے کے لئے دور تک ساتھ ہونگے

عبید البجتری کس سنہ میں ملتان آیا کچھ صحیح طرح معلوم نہیں ہے لیکن کہا جاسکتا ہے کہ جب اس کی عمر چالیس پینتالیس سال ہوگی، تو آیا ہوگا، کیونکہ انہی ایام میں عمر بن عبدالعزیز ہباری منصورہ کا والی بنا تھا وہ اپنی ناموری اور سیاسی خیالات سے عراق والوں کی بہت آؤ بھگت کیا کرتا تھا۔ چنانچہ عراق والے اس کے بڑے مداح تھے۔ (۲۲)

شعرائے عرب بھی کبھی کبھی سندھ کے حاکموں کے پاس اپنے قصیدے بھیجتے اور ضروری امور کی طرف توجہ دلا کر حاجت براری کی درخواست کرتے چنانچہ فرزدق نے بھی ایک مرتبہ تمیم بن زید عتبی والی سندھ کے نام ایک غریب عورت کی سفارش کی تھی (۲۳)

عربوں کے دور حکومت میں مدرسوں کے متعلق تاریخ میں کوئی تذکرہ نظر نہیں آتا، صرف بشاری مقدسی نے اپنے سفرنامہ میں ذکر کیا ہے کہ منصورہ میں قاضی ابومحمد منصورہ کا ایک مدرسہ بھی ہے جس میں وہ خود بھی درس دیتے ہیں (۲۴) لیکن یہ بات کسی طرح قرینہ قیاس نہیں ہے کہ تین سو برس کی حکومت میں تمام صوبہ سندھ اور ملتان میں کوئی مدرسہ سرکاری یا غیر سرکاری قائم نہ کیا گیا ہو، غالب گمان یہی ہے کہ اس زمانہ کے رواج کے مطابق مدارس زیادہ تر مسجدوں میں ہوتے ہوں گے جیسا کہ سیاح مذکور نے منصور کے حال میں لکھا ہے کہ وہ شہر علم اور تجارت کا مرکز ہے

سندھ اور ملتان کی اصلی زبان جس میں وہاں کے سندھی عوام بات کرتے تھے، وہ متعدد تھی، بھائیہ (بھیرہ) سے لیکر سندھ کے بالائی حصہ تک ''اردھ ناگری'' کا رواج تھا یعنی نصف ناگری، کیونکہ یہ مختلف زبانوں میں مل کر بیچ میل زبان بن گئی تھی اس زبان میں یہ لوگ خط و کتابت کرتے تھے، اور کتابیں بھی لکھی جاتی تھیں

جنوب سندھ کے ساحلی علاقوں میں ملگاری زبان کا زیادہ رواج تھا اسی ملگاری زبان میں تمام قسم کا لکھنا پڑھنا ہوتا تھا، لیکن منصورہ اور برہمن آباد (بمنہوا) میں ایک اور زبان رائج تھی، جس کو ''سین دب'' سندھی کہتے تھے (۲۵)

یہ ملک کے اصلی باشندوں کی زبان تھی، لیکن عربوں کی زبان جو عدالت، تجارت اور تعلیم کے موقعوں پر استعمال کرتے تھے، وہ سندھ کے مختلف حصوں میں مختلف رہی ہے، تیسری صدی تک یہاں صرف دو زبانیں استعمال ہوتی رہیں ہیں، عوام اپنی ملکی زبان بولتے اور خواص عربی اور ملکی دونوں سے واقفیت رکھتے۔ (۲۶)

چوتھی صدی کے وسط میں بھی یہی حال رہا کہ ملتان اور منصورہ کے لوگ ملکی اور عربی زبان میں گفتگو کرتے تھے، لیکن مکران میں مکرانی اور فارسی رائج تھی (۲۷)

چوتھی صدی کے آخر میں دیلمیوں کے عروج سے سندھ پر اثر پڑا اور فارسی زبان کا رواج شروع ہوگیا، چنانچہ ۳۷۵ھ کے قریب بشاری جب ملتان آیا تو یہاں فارسی زبان رائج ہو چکی تھی اور یہاں کے باشندے اسے سمجھنے لگے تھے، اسی طرح مکران میں بلوچی (یا مکرانی) کا استعمال تھا (لیکن خواص پر فارسی کا اثر تھا) لیکن منصورہ کی حکومت میں ابھی تک عربی قدم جمائے ہوئے تھی، تاجر سندھی اور عربی کے ذریعہ اپنا کاروبار چلاتے تھے (۲۸)

## حواشی و حوالہ جات

۱۔ چچ نامہ ص/ ۸۰، قلمی
۲۔ ایضا، ص/ ۸۲
۳۔ ایضا، ص/ ۳
۴۔ الکامل، لابن اثیر، ص/ ۳۴۴، جلد/ ۷ مطبوعہ لیڈن
۵۔ تاریخ مسعودی جلد اول، ص/ ۳۷۷ مطبوعہ لیڈن

٦۔عجائب الہندص/۳ لیڈن
۷۔ابن مہلہل بحوالہ امیر البلاد اقلیم دوم قلمی
۸۔احسن التقاسیم ص/ ۴۸۱ لیڈن
۹۔عرب و ہند کے تعلقات ص/ ۳۵۵
۱۰۔بلاذری ص/ ۴۴۶ لیڈن
۱۱۔تذکرۃ الحفاظ ص/ ۲۱۲
۱۲۔تاریخ بغداد، خطیب بغدادی، ص/ ۳۲۹، ج/ ۸
۱۳۔کتاب الانساب للسمعانی ص۔۳۱۴، معجم البلدان جلد/ ۵، ص/ ۱۵۱ باب سین
۱۴۔کتاب الاغانی ص/ ۱۶۱ ج / ۸ مصر
۱۵۔الفہرست، لابن ندیم، ص/ ۲۳۲ مصر
۱۶۔ایضاً، ص/ ۲۳۴، ص/ ۲۳٦، ص/ ۲۴۰
۱۷۔عجائب الہند، ص/ ۳ لیڈن
۱۸۔احسن التقاسیم، ص/ ۴۸۱ لیڈن
۱۹۔ایضاً
۲۰۔آثار البلاد قزوینی، ص/ ۸۵
۲۱۔معجم البلدان، ص/ ۵۱
۲۲۔سفرنامہ ابن حوقل لیڈن، ص/ ۲٦
۲۳۔بلاذری، ص/ ۴۴۸ مصر
۲۴۔احسن التقاسیم، ص/ ۴۸۱ لیڈن
۲۵۔کتاب الہند البیرونی، ص/ ۸۲ لیڈن
۲٦۔مروج الذہب جلد اول، ص/ ۳۷۷ تا ص ۳۸۰ لیڈن
۲۷۔سفرنامہ ابن حوقل بغدادی لیڈن، ص/ ۲۲٦
۲۸۔بشاری، ص/ ۴۸۱ لیڈن

# غزل

صدیوں سے رہا شوق جسے چارہ گری کا
پایہ نہ کبھی اس نے ہنر بخیہ گری کا

اک تیرے سوا سارے زمانے کو خبر ہے
عالم یہ ہوا ہم سے تیری بے خبری کا

جذبوں میں صداقت نہیں تاثیر ہو کیسے
ناحق ہی گلہ کرتے ہو تم بے اثری کا

ہر شے کو فنا ہے تو ہمیں ناز ہو کس پہ
یہ زیست تو جھونکا ہے نسیم سحری کا

دربار دل وجاں میں جو آنا تو سنبھل کر
نازک ہے بہت کام یہاں شیشہ گر ی کا

کانٹے سے کھٹکتے ہیں زمانے کی نظر میں
انجام یہ ہوناتھا آشفتہ سری کا

کچھ دم تو ٹھہر حسرت دیدار ہو پوری
"کیا یار بھروسہ ہے چراغ سحری کا"

پروفیسر رضیہ سبحان قریشی سابق پرنسپل عبداللہ گورنمنٹ گرلز کالج